مذاہب خمسہ کی روشنی میں بیع کا تحقیقی جائزہ

Research Study of Sale in light of Five Schools of Thoughts

ضیاءالرحمن[۱] ڈاکٹر محمد نعیم[۲]

Abstract:

In Islamic point of view wealth is sacred as human life that is why it is strictly forbidden to acquire wealth illegally and to squander it unnecessarily. As Al-Mighty Allah says that don't eat up each other's property by false means, nor approach with it the authorities to eat up a portion of the property of the people sinfully, while you know that you are unjust in doing so. Because legal wealth is a source of human life, therefore Allah has encouraged him to acquire it by declaring it as His bounty as Allah says: seek the grace of Allah. Now what is meant by grace in legal sustenance? The Holy Prophet S.A.W was asked that what is the best source of livelihood is. Prophet S.A.W replied this refers to the earning of one's own hands and every legitimate business and the primary factor in business is to sell which means to sell goods with mutual agreement. Islam wants to highlight human potential and does not allow endeavor to hinder or suppress its mental and physical abilities. Thus interest, illegal hoarding, artificial inflation, bribery, adulteration, gambling, speculation etc. have become illegal. Laws derived from Holy Quran and Sunnah exist in the form of

---

۱ پی ایچ ڈی سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبدالولی خان یونیورسٹی مردان

۲ اسسٹنٹ پروفیسر شریعہ، عبدالولی خان یونیورسٹی مردان

Islamic Jurisprudence which describes the permissible and unlawful matters. Legal source of Islam are will, inheritance, speculation, partnership, lease and farming etc. There are four popular school of thoughts of Islamic jurisprudence while Jafari jurisprudence is common among Shia's. Sales are mentioned in detail in primary sources of these school of thoughts, each of which has its own arguments and as a result different views emerge. The research article under review is a continuation of the same effort in which views of different school are presented in research way.

Key Words: Sell, Quran, Sunnah, School of Thoughts, legal, unlawful

تعارف

اسلام کی نظر میں انسانی جان کی طرح مال بھی مقدس ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مال کو ناجائز طریقے سے حاصل کرنے اور اسے بے جا اڑانے کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ تم ایک دوسرے کے مال ناجائز طریقے سے مت کھاؤ۔ چوں کہ حلال مال انسانی زندگی کے قائم ہونے کا ذریعہ ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اسے اپنا فضل بتا کر اس کے حصول کی ترغیب دی ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ بہترین ذریعہ معاش کا کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس سے مراد انسان کے اپنے ہاتھوں کی کمائی اور ہر جائز کاروبار ہے اور کاروبار میں اول چیز بیع ہے جس سے مراد آپس کی رضامندی سے مال کا مال کے ساتھ تبادلہ کرنا ہے۔

اسلام انسانی صلاحیتوں کو اجاگر کرنا چاہتا ہے اور انسانی کوششوں کا راستہ روکنے یا اس کی فکری اور جسمانی صلاحیتوں کو دبانے کی اجازت نہیں دیتا۔ چنانچہ سود، ناجائز، ذخیرہ اندوزی مصنوعی مہنگائی، رشوت ستانی، ملاوٹ، جوا، سٹہ وغیرہ کو ناجائز کر دیا ہے۔ قرآن و سنت سے مستنبط قوانین فقہ اسلامی کی شکل میں موجود ہے جو جائز اور ناجائز معاملات کی تفصیل بیان کرتا ہے۔ جب کہ اسلام میں مال کے حصول کے جائز ذرائع میں بیع بخش، وصیت، وراثت، مضاربت، شراکت، اجارہ اور مزارعت وغیرہ شامل ہیں۔

فقہ اسلامی کے مشہور مکاتب فکر چار ہیں جبکہ اہل تشیع کے ہاں فقہ جعفری معمول بہا ہے اسی طرح پانچ مکاتب فکر بنتے ہیں۔ان پانچوں فقہی مکاتب کے مصادر میں بیع تفصیلاً مذکور ہے جن میں ہر ایک کا اپنا اپنا استدلال ہے جس کے نتیجے میں مختلف اجتہادی آراء سامنے آتے ہیں۔زیر نظر تحقیقی مضمون اسی کاوش کی ایک کڑی ہے جس میں پانچوں مکاتب فکر کے آراء تحقیقی انداز میں پیش کی گئی ہے۔

بیع کی لغوی اور اصطلاحی تعریف

بیع (باع یبیع) یعنی باب ضرب یضرب سے مصدر ہے اور اس کا مادہ (ب،ی،ع) ہے جس کا معنی مال کا مال سے تبادلہ کرنا ہے اور لغت میں ان الفاظ میں سے ہے جو متضاد معنوں کے حامل ہیں یعنی بیچنا اور خریدنا۔ جیسے کسی چیز کو فروخت کرنا، اور بیع کا مصدر بیعا اور مبیعا ہے یعنی کسی چیز کو خریدنا ، قیاسا اس کا مصدر مباعا آتا ہے کہا جاتا ہے کہ باعہ بمعنی میں نے اس کو خرید لیا لہذا یہ اضداد میں سے ہے[۱]۔اسی طرح قریش کی زبان میں "بائع" اس شخص کو کہا جاتا ہے جو کسی چیز کو اپنی ملک سے خارج کیا کرتا تھا، اور مشتری اس کو کہتے تھے جو کسی چیز کو اپنی ملک میں داخل کر لیتا تھا[۲]۔

لغت میں ایک شے سے دوسری شے کے تبادلہ کو بیع کہا جاتا ہے چاہے مال کا تبادلہ مال سے ہو یا غیر مال سے جیسے عبداللہ بن محمود الموصلی نے بیع کے لغوی تعریف اس طرح کی ہے:

الْبَيْعُ فِي اللُّغَةِ: مُطْلَقُ الْمُبَادَلَةِ، وَكَذٰلِكَ الشِّرَاءُ، سَوَاءً كَانَتْ فِي مَالٍ أَوْ غَيْرِهِ [۳]"لغت میں بیع ایک چیز کا دوسری چیز سے تبادلہ کرنا ہے خواہ وہ کے بدلے مال ہو یا غیر مال ہو۔"

مذاہب خمسہ میں بیع کی مختلف تعریفات

۱۔ فقہاء حنفیہ کے نزدیک بیع کی تعریف یہ ہے:

هُوَ مُبَادَلَةُ الْمَالِ بِالْمَالِ بِالتَّرَاضِي [٤]"مال کا مال کے ساتھ تبادلہ کرنا رضا مندی سے۔"

جب کہ بعض فقہاء نے اس کے ساتھ عَلَى جِهَةِ التَّمْلِيكِ کی قید بڑھائی اور حنفیہ میں سے صاحبدرر الحکام شرح غرر الأحکام نے تراضی کے بجائے لفظ "اکتساب" کا قید پسند کیا ہے اور اس کا مقصد ہبہ کا ہبہ سے مقابلہ وتبادلہ سے احتراز کرنا ہے کیونکہ اس میں مال کا مال سے تبادلہ ہوتا ہے لیکن تبرع کے طور پر ہوتا ہے اکتساب کی غرض سے نہیں۔

فقہاء حنفیہ میں صاحب الاختیار التعلیل نے بیع کی ایک جامع تعریف یہ بیان کی ہے:

" اصطلاح میں مال متقوم کا مال متقوم کے ساتھ مبادلہ کرنا مالک بنانے اور بننے کے اعتبار سے، اگر مال کا مالک بنایا جائے منافع کے بدلے میں تو یہ اجاری یا نکاح ہے اگر مفت مالک بنایا جائے تو یہ ہبہ ہے اور یہ عقد جائز ہے اس کا ثبوت قراں، حدیث اور قیاس میں ہے [۵]۔"

۲. فقہاء مالکیہ میں سے صاحب مواہب الجلیل نے بیع کی تعریف اس طرح کی ہے:

البيع هو نَقْلُ الْمِلْكِ بِعِوَضٍ[٦] "بیع عوض کے ساتھ ملکیت کو منتقل کرنے کو کہتے ہیں۔"

اسی طرح مالکیہ میں سے صاحب شرح الصغیر نے یہ تعریف لکھی ہے:

" بیع ایسا عقد معاوضہ ہے جس میں عوض منافع نہ ہو۔ اور عقد دو آدمیوں کے درمیان ایجاب وقبول سے ہوتا ہے، معاوضہ قید سے ہبہ اور وصیت نکل گیا اور معاوضہ باب مفاعلہ سے مصدر ہے یعنی بائع اور مشتری میں سے ہر ایک دوسرے کو عوض دیتا ہے۔ اسی طرح غیر منافع کی قید سے نکاح اور اجارہ نکل گیا بیع کی یہ تعریف عام ہے سلم، صرف، مراطلہ اور ثواب کے ہبہ کو بھی شامل ہے۔[۷]"

۳. فقہ شافعی میں بیع کی تعریف صاحب المجموع شرح المہذب نے یہ کیا ہے:

الْبَيْعِ فِي اللُّغَةِ فَهُوَ مُقَابَلَةُ الْمَالِ بِالْمَالِ وَفِي الشَّرْعِ مُقَابَلَةُ الْمَالِ بِمَالٍ أَوْ نَحْوِهِ تَمْلِيكًا[٨]

فقہاء شافعیہ میں سے قلیوبی نے بیع کی ایک اور تعریف ذکر کی ہے اور اسی کو اولی کہا ہے وہ تعریف یہ ہے:

عَقْدُ مُعَاوَضَةٍ مَالِيَّةٍ تُفِيدُ مِلْكَ عَيْنٍ أَوْ مَنْفَعَةٍ عَلَى التَّأْبِيدِ لَا عَلَى وَجْهِ الْقُرْبَةِ [۹] "یعنی بیع ایسے مالی معاوضہ کا عقد ہے جس سے عین یا منفعت کی ملکیت ابدی طور پر حاصل ہو قربت کے طور پر نہیں۔"

پھر قلیوبی نے آگے کہا:

"اسی طرح معاوضہ کی قید سے ہدیہ وغیرہ نکل گیا، مالیۃ کی قید سے نکاح وغیرہ نکل گیا، افادۃ ملک العین کی قید سے اجارہ نکل گیا، اور تابید کی قید سے بھی اجارہ نکل گیا، اور غیر وجہ القربۃ کی قید سے قرض نکل گیا اور منفعت کی قید کا مقصد یہ ہے کہ گذر گاہ کا حق اور اس جیسے دوسرے حقوق کی بیع، بیع کی تعریف میں داخل رہے۔[۱۰]"

۴. حنابلہ نے بیع کی تعریف کچھ اس طرح کی ہے:

وهو مبادلة مال ولو في الذمة أو منفعة مباحة كممر الدار بمثل أحدهما على التأبيد غير ربا وقرض [۱۱] "ہمیشہ کے لئے مال کا مبادلہ اگرچہ ذمہ میں ہو یا مباح منفعت کا مبادلہ جیسے گھر کے لئے گذر گاہ ان میں سے کسی ایک کے مثل کے عوض بیع کہلاتا ہے جب کہ اس میں ربا اور قرض نہ ہو۔"

فقہاء حنبلیہ نے اس تعریف کی اس طرح وضاحت کی ہے:

"مال کا مبادلہ کا مطلب یہ ہے کہ معاوضہ باہمی کا معاملہ دونوں جانب سے ہو یعنی ایک شے کو دوسری شے کے مقابلہ میں باہمی کا معاملہ دونوں جانب سے ہو یعنی ایک چیز کو دوسری چیز کے مقابلے میں رکھا جائے اس میں مال اور نقدی وغیرہ شامل ہیں لہٰذا بیع مقایضہ یعنی مال کے عوض مال کا سودا کرنا اس تعریف میں داخل ہے اور " ہمیشہ کے لئے "جو الفاظ تعریف میں ہیں اس کا تعلق اشیاء مبادلہ سے ہے۔ لہٰذا اجارہ کی صورت یا مانگے کی چیز کے بدلے مانگے کی چیز کا تبادلہ اس تعریف سے خارج ہے اور سود یا قرض کا شائبہ نہ ہونے کی جو قید ہے اس سے سود پر یا قرض کے طور پر دینا بیع کی تعریف سے خارج ہے۔[۱۲]"

۵. فقہاء جعفریہ نے کتاب الکافی میں بیع کی یہ تعریف کی ہے:

البیع عقد یتقضی استحقاق التصرف في المبیع والثمن وتسلیمهما [۱۳]" بیع ایسا عقد ہے جو مبیع اور ثمن میں تصرف کے استحقاق کا تقاضا کرتا ہے اور اسی طرح ان دونوں کے حوالگی کا بھی تقاضا کرتا ہے۔"

اسی طرح المبسوط میں شیخ الطوسی نے بیع کے بارے میں لکھا ہے:

البیع هو انتقال عین مملوکة من شخص إلی غیره بعوض مقدر علی وجه التراضي [۱۴]"عین مملوک چیز کو دوسرے کے طرف ایک متعین عوض کے ساتھ رضامندی پر منتقل کرنا ہے۔"

بیع کی شرعی حیثیت

انسانی زندگی کا بقا چوں کہ مختلف چیزوں سے وابستہ ہے، اور ہر انسان کے پاس اس کے ضرورت کی وہ تمام چیزیں موجود نہیں ہوتیں، بلکہ ایک چیز کسی کے پاس، تو دوسری چیز کسی اور کے پاس، اور ظاہر سی بات ہے کہ جس شخص کے پاس جو چیز بھی ہے وہ غالباً بلا عوض نہیں دیتا، اس لیے شریعت نے انسانی غرض تک رسائی اور دفع حاجت کی خاطر بیع کو جائز قرار دیا۔ عبدالرحمن الجزیری بیع کی مشروعیت کے بارے میں فرماتا ہے:

"معاملہ بیع بذات خود مباح ہے لیکن خارجی اسباب کے بنا پر کبھی واجب ہوتا ہے۔ چنانچہ کھانے پینے کی چیز کا حاصل کرنا ناگزیر ہو جائے تو اس وقت اس کا خریدنا واجب ہو جاتا ہے جس سے زندگی قائم رہ سکے۔ بلکہ تحفظ جان کے لئے ایسی چیز کا نہ خریدنا فعل حرام ہے۔ کبھی یہ مستحب ہوتا ہے مثلاً کسی نے قسم کھائی کہ میں فلاں شے فروخت کردوں گا اگر وہ چیز ایسی ہو کہ اس کے فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے تو اس صورت میں مستحب یہی ہے کہ اس کا احترام کیا جائے۔ کبھی یہ مکروہ ہوتا ہے جب کہ ایسی چیز فوخت کی جائے جس کا فروخت کرنا مکروہ ہے۔ کبھی بیع حرام ہوتی ہے جب کہ وہ چیز ایسی ہو جس کا بیچنا حرام ہو۔ [۱۵]"

جہاں تک بیع کی مشروعیت کا تعلق ہے تو باتفاق فقہاء بیع جواز کے طور پر مشروع ہے اس کے جواز کی دلیل کتاب اللہ، سنت رسول ﷺ، اجماع اور قیاس میں ہیں۔ یعنی جہاں قرآن وحدیث سے بیع کی اہمیت اور ترغیب پر روشنی پڑتی ہے وہاں خود صحابہ کرام کی غالب اکثریت نے اپنی معاشی

کفالت کے لئے تجارت کو ذریعہ بنایا ہوا تھا۔ بیع کے مقابل " ربا" یعنی "سود" ہے، کہ جس میں بندوں کا خسارۂ عظیم ہے، اس لیے اس کو حرام قرار دیا، کیوں کہ اس میں ناحق اور ظلماً مالِ غیر کو کھانالازم آتا ہے، چنانچہ مقروض شخص جب دین کی ادائیگی نہیں کرپاتاتو قرض پر سود بڑھتا چلا جاتا ہے، بسا اوقات شرحِ سود اتنی زیادہ ہو جاتی ہے کہ مقروض اپنا پورا سامان، جائیداد وغیرہ بیچ کر بھی ادا نہیں کرپاتا، چنانچہ مرابی یعنی سود خور اس کو ہڑپ کر جاتا ہے اور سود کا نقصان تو ظاہر وباہر ہے اور دن بدن اس کا مشاہدہ ہمارے سامنے ہے کہ مالدار سود دینے والے مالدار تر بنتے جاتے ہیں اور غریب، غریب تر ہوتے جاتے ہیں، حتیٰ کہ ہلاکت کی نوبت آجاتی ہے۔ بیع انسانوں کے لیے دنیا میں فضل وخیرات اور آخرت میں سعادت کا ذریعہ ہے۔ ذیل میں بیع کی مشروعیت کی دلیل قرآن ،حدیث، قیاس اور اجماع سے ذکر کیا جاتا ہے۔

بیع کی مشروعیت

بیع کی مشروعیت کی دلیل قرآن مجید سے بھی ثابت ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ خرید و فروخت کی حلت اور سود کی حرمت کے بارے میں فرماتا ہے:

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا[١٦] "جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ کھڑے نہ ہوں گے مگر اس طرح جس طرح وہ کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان چھو کر خبطی بنادے اس لئے کہ یہ کہا کرتے تھے کہ تجارت بھی سود ہی کی طرح ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال کیا اور سود کو حرام۔"

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے لین دین میں باہمی رضامندی کے بارے میں فرمایا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ [١٧] "اے ایمان والو! باطل طریقے سے ایک دوسرے کا مال نہ کھاو۔ مگر یہ کہ تمہاری آپس کی رضامندی سے خرید وفروخت ہو۔"

اسی طرح اللہ تعالیٰ لین دین کے معاہدے کے بارے میں فرماتا ہے کہ جب تم کوئی معاہدہ کرتے ہو تو اس پر گواہ مقرر کرلیا کرو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَأَشْهِدُوا إِذَا تَبَايَعْتُمْ [۱۸]"اور خرید وفروخت کے وقت گواہ مقرر کر لیا کرو۔"

اس کے علاوہ اللہ تعالی نے ایمان والوں کو یہ ترغیب بھی دی ہے کہ جب تم اپنے درمیان جب کوئی معاہدہ دین کے کرتے ہو تو اسے تحریر میں لائے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى فَاكْتُبُوهُ [۱۹]

"اے ایمان والو! جب بھی تم دین کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لیا کرو۔"

قرآن مجید کے علاوہ سنت رسول ﷺ کے ذخیرے میں بھی بیع کی بکثرت دلائل موجود ہے جیسا کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

"تم میں سے کوئی بھی اگر ضرورت مند ہو تو اپنے رسی لے کر آئے اور لکڑیوں کا گٹھا باندھ کر اپنی پیٹھ پر رکھ کر لائے۔ اور اسے بیچے۔ اس طرح اللہ تعالی اس کی عزت کو محفوظ رکھ لے تو یہ اس سے اچھا ہے کہ ہو لوگوں سے سوال کرتا پھرے، اسے وہ دیں یا نہ دیں [۲۰]۔"

اس حدیث میں اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اس زندگی میں انسان کو محنت سے کام لینا چاہئے خواہ وہ کام جس درجے کا بھی ہو۔ اسی طرح ایک اور حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"فتح مکہ کے سال آپ ﷺ نے فرمایا آپ کا قیام ابھی مکہ ہی میں تھا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے شراب، مردار، سور اور بتوں کا بیچنا حرام قرار دے دیا ہے۔ اس پر پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! مردار کی چربی کے متعلق کیا حکم ہے؟ اسے ہم کشتیوں پر ملتے ہیں، کھالوں پر اس سے تیل کا کام لیتے ہیں اور لوگ اس سے اپنے چراغ بھی جلاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں وہ حرام ہے۔ اسی موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ یہودیوں کو برباد کرے اللہ تعالی نے جب چربی ان پر حرام کی تو ان لوگوں نے پگھلا کر اسے بیچا اور اس کی قیمت کھائی۔ ابو عاصم نے کہا کہ ہم سے عبد الحمید نے بیان کیا، ان سے یزید نے بیان کیا، انہیں عطاء نے لکھا کہ میں نے جابرؓ سے سنا اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے۔[۲۱]"

جب کہ نبی کریم ﷺ نے بھی شراب کے بیع کو حرام قرار دیا ہے۔ جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

لَمَّا نَزَلَتْ آيَاتُ سُورَةِ البَقَرَةِ عَنْ آخِرِهَا، خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: حُرِّمَتِ التِّجَارَةُ فِي الخَمْرِ (۲۲)

" جب سورۃ البقرہ کی تمام آیتیں نازل ہو چکیں تو نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ شراب کی سوداگری حرام قرار دی گئی ہے۔"

اسی طرح تمام مسلمانوں کا بھی بیع کے جواز پر اجماع ہے کیونکہ رسول ﷺ کے زمانہ سے اب تک لوگ خرید و فروخت اور تجارت میں مشغول ہیں کسی نے اس سے انکار نہیں کیا ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ تجارت کی مشروعیت پر امت کا اجماع ہے۔

اسی طرح قیاس و عقل کا بھی یہ تقاضا ہے کہ بیع و شرا مشروع ہو کیونکہ ہر انسان اپنی ہر حاجت کو خود پورا نہیں کر سکتا ہے۔ انسان غذا، لباس، دوا و غیرہ بہت سی حاجات ضروریہ کا محتاج ہے اور تن تنہا ان تمام ضروریات کو پورا نہیں کر سکتا۔ یعنی ہر انسان اپنی ضروریات زندگی پورا کرنے میں دوسرے بہت انسانوں کا محتاج ہے جب دوسروں کے ہاتھ کی چیزوں کا محتاج ہے تو پھر اس کو حاصل کرنے کے لئے ضرور اس کو عوض ادا کرنا پڑے گا۔ اسی وجہ سے اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو تجارت کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ تو اس سے بھی بیع کی مشروعیت کی دلیل ملتی ہے۔

بیع کی اقسام

فقہاء کی اصطلاح میں بیع کا اطلاق دو معنوں پر ہوتا ہے ایک معنی خاص کہ سونے یا چاندی وغیرہ نقدی سے کسی معین شے کو فروخت کیا جائے اگر بیع کا مطلق لفظ بولا جائے تو اس کا معنی سوا اس کے اور کچھ نہیں ہوتے۔ دوسرا معنی عام ہے۔ اس کی بارہ اقسام ہیں جس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ بیع کے مفہوم کو پیش نظر رکھا جائے تو اس کے مال کے عوض مال کا تبادلہ ہے، یا فروخت شدہ چیز کے لحاظ سے دیکھا جائے جن کا تعلق بیع سے ہے یا پھر قیمت کے اعتبار سے دیکھا جائے تو ان تینوں کے مزید چار چار اقسام ہیں۔

"مفہوم بیع کی اعتبار سے بیع کی چار قسمیں ہیں: نافذ، موقوف، فاسد اور باطل۔ اگر بیع کے بعد فوراً ہی اشیاء مبادلہ پر حق ملکیت حاصل ہو جائے تو اسے بیع نافذ یعنی قطعی کہتے ہیں۔ اگر اس کا نفاذ اجازت پر موقوف ہو تو اسے بیع موقوف یعنی مشروط کہتے ہیں۔ اگر بیع کا نفاذ اس وقت پر رکھا جائے

جب کہ قبضہ حاصل ہو تو اسے بیع فاسد یعنی ناقص کہتے ہیں اور اگر بیع سے حق ملکیت حاصل ہی نہ ہو تو وہ بیع باطل ہے (۲۳)۔"

اسی طرح مبیع یعنی فروخت شدہ شے کے اعتبار سے بھی بیع کی چار قسمیں ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

"اور اگر مبیع کے اعتبار سے دیکھا جائے تو بھی بیع کی چار قسمیں ہیں۔ مقایضہ، صرف، سلم اور بیع مطلق۔ اگر ایک معین شے کا دوسری معین شے سے تبادلہ کیا جائے تو اس مقایضہ یعنی تبادلہ مال بمال کہتے ہیں۔ اس صورت میں اشیاءِ مبادلہ میں سے ہر ایک کو مال بھی قرار دیا جاسکتا ہے اور قیمت بھی، لیکن اس تقسیم میں اس کو مال اعتبار کیا گیا ہے۔ اگر نقدی کی فروخت نقدی سے کی جائے تو اسے صرف کہتے ہیں کیونکہ صرف کے معنی نقدی یعنی چاندی سونے کو اسی جیسی شے سے فروخت کرنے کے ہیں۔ اس کو بیع الدین، یعنی نقدی کا نقدی سے سودا کرنا کہتے ہیں۔ اگر نقدی کو کسی مال سے فروخت کیا جائے تو اسے سلم کہا جاتا ہے، کیونکہ سلم کا مطلب نقدی کو کسی شے سے فروخت کرنا ہے۔ اور اگر کوئی چیز نقدی سے دست بدست یا ادھار فروخت کیا جائے تو اسے بیع مطلق کہتے ہیں اور جب لفظ بیع بولا جاتا ہے تو اس کا مطلب زیادہ تر یہی ہوتا ہے جیسا کہ پچھلے بیان کیا گیا۔ اس کے سوا اور کسی قسم کی بیع ہو تو اس کی اپنی اصطلاح صرف، سلم وغیرہ کا نام لیا جاتا ہے۔ (۲۴)"

یہ تو فروخت مال کے اعتبار سے تقسیم تھی اب اگر قیمت کے اعتبار سے دیکھا جائے تو قیمت کے اعتبار سے بھی بیع کی چار قسمیں ہیں جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

"اسی طرح قیمت کے اعتبار سے بھی بیع کی چار قسمیں ہیں: تولیہ، مرابحہ، ضیعہ، مساومہ۔ یہ اس لئے کہ مال کے فروخت کے وقت یہ دیکھا جائے کہ ابتدا میں جو سودا کیا گیا وہ کتنے میں ہوا تھا؟ اگر بغیر کسی کمی یا بیشی کے اسی قیمت پر فروخت کیا گیا تو اس کو بیع تولیہ یعنی برابر کا سودا کہتے ہیں۔ گویا تولیہ کسی شے کو قیمت خرید ہی پر فروخت کر دینا ہے۔ اگر قیمت خرید سے زیادہ یعنی منافع سے فروخت کیا تو اسے بیع مرابحہ کہتے ہیں اور اگر قیمت خرید سے کم پر بیچا تو وہ بیع الضیعہ ہے۔ اور اگر

قیمت خرید کو نظر انداز کر کے بیچ دیا گیا تو یہ بیع مساومہ ہے یعنی ایسا سودا جو قیمت خرید سے ہٹ کر کے کیا جائے۔ (۲۵)"

فقہاء جعفریہ میں شیخ الطوسی نے بیع کے تین اقسام بیان کی ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہے:

"بیع عین مرئیہ، بیع موصوف فی الذمہ، بیع خیار رویۃ: بیع عین مرئیہ یہ ہے کہ آدمی موجود غلام یا موجود کپڑا یا موجود اعیان میں سے کوئی عین فروخت کر دیں، بائع اور مشتری دونوں اس کا مشاہدہ کریں تو یہ بیع بغیر کسی خلاف کے صحیح ہے۔ دوسری قسم بیع موصوف فی الذمہ ہے یہ وہ بیع ہے جس میں شئی موصوفہ کو معلوم مدت کے ساتھ حوالہ کرنا ہے اور صفات مقصودہ کو ذکر کیا جائے یہ بیع بھی بغیر کسی خلاف کے صحیح اور جائز ہے۔ تیسری قسم بیع خیار رویۃ والی ہے یہ اعیان غائبہ کا بیع کرنا ہے کہ آدمی ایسی چیز کو خرید لیں جس کو نہ دیکھا ہو جیسا کہ یہ کہے کہ میں اس کپڑے کو بیچتا ہوں یا اس کپڑے کو جو صندوق میں ہے اور اس جیسے اور چیزیں، اور مبیع کے جنس کو ذکر کیا جائے تا کہ وہ غیر جنس سے جدا ہو جائے اور صفت بھی ذکر کیا جائے۔ (۲۶) "

بیع کے شرائط

لغت میں شرط کے معنی إِلزامُ الشَّيْءِ والتِزامُه (۲۷) یعنی کسی چیز کو لازم پکڑنا اور لازم ٹھہرانے کے ہیں۔ اس کی جمع شروط اور شرائط ہیں۔ شرط بھی کسی چیز میں ایک لازمی حصہ ہوتی ہے بلکہ کسی چیز کا وجود اس پر منحصر ہوتا ہے۔ علامہ بدرالدین زرکشی نے شرط کی تعریف اس طرح بیان کیا ہے:

الشَّرْطَ مَا يَلْزَمُ مِنْ عَدَمِهِ الْعَدَمُ وَلَا يَلْزَمُ مِنْ وُجُودِهِ وُجُودٌ وَلَا عَدَمٌ لِذَاتِهِ (۲۸) "شرط وہ ہے کہ جس کی عدم موجودگی سے اس پر منحصر چیز کا عدم لازم آتا ہے اور اس شرط کے وجود میں آنے سے اصل چیز کا وجود میں آنا لازم نہیں آتا۔"

یعنی شرائط پر ارکان کی صحت کا انحصار ہوتا ہے۔ شرط بھی کسی چیز کو وجود میں لانے کے لئے اتنی ہی اہم اور ضروری ہے جتنا کہ رکن ہے۔ شرط اگرچہ اس چیز کا داخلی جزو نہیں ہوتی لیکن اس کا

وجود میں آنا شرط پر موقوف ہوتا ہے۔ رکن کی طرح شرط بھی کسی چیز سے الگ نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ان کے بغیر اصل چیز کا وجود ہی نہیں ہوتا۔

بیع کی شرط اصل میں وہ شرائط ہیں جو بیع کی تکمیل، انعقاد اور عمل کرنے کے لئے معاون ثابت ہوتی ہے۔ فقہاء کرام کے نزدیک بیع کی شرائط اور ان کی تعداد میں اختلاف ہے اسی وجہ سے ذیل میں ان شرائط کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

احناف کے نزدیک بیع کے شرائط

میں علامہ ابن نجیم بیع کی شرائط بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

وَأَمَّا شَرَائِطُهُ فَأَنْوَاعٌ أَرْبَعَةٌ شَرْطُ انْعِقَادٍ وَشَرْطُ صِحَّةٍ وَشَرْطُ نَفَاذٍ وَشَرْطُ لُزُومٍ (۲۹) "اور بیع کی شرائط کی چار قسمیں ہیں: شرط انعقاد، شرط صحت، شرط نفاذ اور شرط لزوم۔"

پس مذکورہ عبارت سے ثابت ہوا کہ حنفیہ کے نزدیک بیع کی شرائط کی چار قسمیں ہیں۔ جو ذیل میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔

اَ. بیع کے انعقاد کی شرائط

انعقاد سے مراد یہ ہے کہ فریقین کے کلام کا آپس میں اس طرح مل جانا کہ مبیع پر اثر ظاہر کردے۔ بالفاظ دیگر وہ شرائط جو بیع کے انعقاد کے لئے ضروری ہے شرائط انعقاد کہلاتی ہے (۳۰) اگر ان میں سے کوئی ایک شرط بھی مفقود ہو تو پھر بیع باطل ہو گی۔ اور خرید و فروخت کا معاملہ ہی نہیں ہوتا۔ پھر اس کے مزید چار اقسام ہیں۔

پہلی قسم کا تعلق فریقین سے ہے اور فریقین کی دو شرائط ہیں جن کو ابن عابدین اس طرح لکھتے ہیں:

"عاقد کے لئے دو شرائط ہیں۔ عقل اور تعدد، پس مجنون اور ناسمجھ بچے کی بیع درست نہیں ہو گی اور نہ جانبین میں سے کوئی وکیل کی، البتہ نابالغ بچے کا والد، وصی اور قاضی اس شرط سے مستثنیٰ ہے (۳۱)۔"

مذکورہ عبارت سے ثابت ہونے والی دو شرائط یہ ہے۔ کہ جانبین باشعور اور صاحب تمیز ہو اسی وجہ سے مجنون اور ناسمجھ بچے کی بیع درست نہیں ہو گی۔ البتہ ایک ایسا بچہ جو خرید وفروخت کا مطلب جانتے اور سمجھتے ہوں تو ان کی بیع درست مان لی جائے گی۔ اسی طرح بیع میں تعداد کا ہونا بھی ضروری ہے اسی وجہ سے ایک فرد کے معاملہ کرنے سے بیع کا معاملہ وجود میں نہیں آئے گا، لیکن نابالغ بچے کا باپ، وصی اور قاضی اس شرط سے مستثنیٰ ہے۔

دوسری قسم کا تعلق لین دین سے ہے اور تمام فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بیع کی انعقاد کی درستگی کے لئے ایجاب وقبول میں مطابقت ضروری ہے اور یہ مطابقت مبیع اور ثمن دونوں میں ضروری ہے عقد کے شرائط کے متعلق ابن عابدین نے لکھا ہے:

"عقد کی بھی دو شرائط ہیں پہلا یہ کہ ایجاب، قبول کے مطابق ہو۔ اگر قبول شے ایجاب کے علاوہ ہو یا بعض ایجاب ہو یا غیر ایجاب ہو یا شے ایجاب ایسا ہو جو شفعے کے علاوہ منعقد نہیں ہوتا اس طور پر کہ کوئی غلام یا زمین بھیج دیں اور شفیع صرف زمین کا مطالبہ کریں اور دوسرا شرط یہ کہ عقد ماضی کے لفظ کے ساتھ ہو۔ (۳۲)"

مذکورہ عبارت میں عقد کے جو شرائط بیان ہوئے ان کا حاصل یہ ہے کہ قبول ایجاب کے موافق ہو اور اس میں اختلاف نہ ہو اگر ایجاب کے علاوہ کسی اور چیز کا قبول کیا یا اس کے کچھ حصے کو قبول کیا اور یا ایجاب کے بغیر قبول کیا تو بیع منعقد نہیں ہو گی۔ اسی طرح یہ دونوں ماضی کے الفاظ کے ساتھ ہوں۔

تیسری قسم کا تعلق بیع کی مکان یعنی جگہ سے ہے جس کی شرط ایک ہے جو کہ علامہ ابن نجیم نے اس شرط کو بیان کیا ہے:

"مکان کی شرط ایک ہے اور وہ مجلس کا ایک ہونا ہے کیونکہ ایجاب وقبول ایک مجلس میں ہوتا ہے اور اگر اس میں اختلاف ہو تو پھر بیع منعقد نہیں ہو گی (۳۳)۔"

اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ بیع کے لئے ایجاب وقبول کا جگہ ایک ہو جسے اتحاد مجلس کا نام دیا گیا ہے۔ کیونکہ اگر مجلس میں اختلاف ہو تو پھر بیع منعقد نہیں ہوتا۔

چوتھی قسم کا تعلق مبیع یعنی معقود علیہ سے ہے۔اور جس چیز کی بیع کی جارہی ہو اس کو مبیع یا معقود علیہ کہتے ہیں مثلاً سائیکل کی خرید و فروخت میں سائیکل مبیع ہے۔جس کے شرائط مندرجہ ذیل ہیں:

"معقود علیہ کے شرائط یہ ہے کہ مبیع موجود ہو،مال متقوم ہو اور مملوک فی نفسہ ہو اور بائع کی ملکیت اس چیز میں ہو جو اپنے لئے فروخت کرتا ہو اور مبیع کو حوالہ کرنے پر قدرت رکھتا ہو لہٰذا معدوم چیز کی بیع منعقد نہیں ہوتا اور جس چیز میں معدوم ہونے کا اندیشہ ہو جیسے بیچ کے بیچ کی بیع[۳۴]۔"

مذکورہ عبارت سے یہ ثابت ہوا کہ مبیع حاضر اور موجود ہو اور اگر موجود ہیں ہے بلکہ معدوم ہے تو پھر اس کی بیع درست نہیں۔اسی طرح مبیع مال بھی ہو کیونکہ آزاد انسان کو مال نہ ہونے کی وجہ سے اس کی بیع درست نہیں۔مبیع قابل انتفاع بھی ہو۔اسی طرح مبیع کا ملکیت میں ہونا کیونکہ بیع میں اصل ملکیت کا حصول ہے اسی لئے ایسی چیز جو کسی کی ملکیت میں نہ ہو تو اس پر معاہدہ نہیں کیا جاسکتا۔عقد کے وقت مبیع دوسرے فریق کو حوالہ بھی کیا جاسکتا ہو یعنی اگر مالک کے پاس مال موجود ہو لیکن اسے آگے منتقل کرنے پر قادر نہ ہو تو پھر بیع منعقد نہیں ہوگی۔

ب. بیع کے نفاذ کے شرائط

بیع کے نفاذ کی شرائط وہ ہیں جن پر معاہدہ کا نفاذ موقوف ہوتا ہے۔یعنی جب یہ شرائط موجود ہو تو بیع نافذ العمل ہوگی۔یعنی بیع پر عمل درآمد اس وقت نہیں ہوسکتا جب یہ شرطیں نہ پائی جائیں۔ردالمختار میں ہے:

"دوسری قسم نفاذ کی شرائط ہیں اور وہ دو ہیں پہلی شرط یہ ہے کہ فروخت کنندہ اس مال کا مالک ہو یا اسے مالک کی ولایت حاصل ہو۔دوسری شرط یہ ہے کہ اس مال کے تصرف میں فروخت کنندہ کے علاوہ کسی اور کا حق نہ ہو۔اسی طرح فضولی یعنی غیر متعلقہ شخص کا بیچنا بھی قبضہ کے نزدیک نافذ نہیں ہوگا[۳۵]۔"

معاہدہ کے وقت مبیع کا بائع کی ملکیت ہونا شرط ہے۔ اگر کوئی شخص ایسی چیز کا سودا کرے جس کا وہ مالک نہیں تو یہ ایسا ہی ہے جیسے معاملہ ہوا ہی نہیں اگر ایسا فرد جو کسی چیز کا مالک نہیں اور وہ عاقد کی طرف سے معاہدہ کرے اسے فضولی کہتے ہیں۔ اسی طرح ایک ایسی چیز اگرچہ کسی کے قبضے میں ہے لیکن اس پر دوسرے کا حق ہو تو وہ سودا تسلیم نہیں کیا جائے گا۔

ت. بیع کی صحت کے شرائط

صحت کے شرائط سے مراد وہ شرائط ہیں جن کے بغیر خرید و فروخت کا معاملہ درست نہیں ہو گا۔ خرید و فروخت کے معاملہ کے صحیح ہونے کی دو شرطیں ہیں۔ جن میں سے بعض شرائط کا تعلق بیع کی تمام صورتوں سے ہے جن کو عام شرائط کہا جاتا ہے اور بعض شرائط کا تعلق بیع کی بعض صورتوں سے ہے اور بعض سے نہیں تو اس کو خاص کہا جاتا ہے۔ ذیل میں بیع کی عام شرائط کو بیان کیا جاتا ہے۔

"بیع کی صحت کے لئے دو قسم کے شرائط ہیں ایک عام اور دوسرا خاص، پس عام ہر وہ شرط ہے جو ہر بیع کے منعقد ہونے کے لئے ہو کیونکہ جو بیو منعقد نہیں ہوتا تو وہ صحیح بھی نہیں اور جو صحیح نہیں تو وہ منعقد بھی نہیں ہوتا، پس بیع فاسد ہمارے ہاں منعقد نافذ ہیں جب اس کے ساتھ قبضہ متصل ہو۔ اور اس میں سے یہ بھی ہے کہ وہ بیو موقت نہ ہو اگر بیع موقت ہو جائے تو یہ صحیح نہیں ہے سوائے اجارہ کے کیونکہ وقت اجارہ کے لئے شرط ہے اور اس میں سے یہ بھی ہے کہ مبیع اور ثمن ایسا ہو کہ نزاع تک پیدا نہ ہو جائے کیونکہ جہالت مفضی الی النزاع اور غیر صحیح ہے جیسے اس ریوڑ میں سے بکری کی بیع اور کسی چیز کی بیع کرنا اس کی قیمت اور فلاں کے حکم سے، اور اس میں سے یہ بھی ہے کہ بیع شرط مفسد سے خالی ہو۔ اور وہ مختلف اقسام کے ہیں جس کے وجود میں دھوکے کا شرط ہو جیسے جانور کے حمل کا شرط لگانا جب کہ باندی کے حمل کی شرط لگانے میں روایات مختلف ہے بعض نے اس کو ترجیح دی ہے کہ شرط لگانے والا اگر بائع ہو تو ٹھیک ہے اور وہ اس شرط سے بری ہو گا اور اگر مشتری ہو تو فاسد ہے۔ اور اس میں یہ کہ مشتری خریدیں اس شرط پر کہ بھیڑ سینگ والا ہو، اور یہ بھی ہے کہ خلاف مقتضی یا عقد شرط لگانا جس میں کسی ایک کا منفعت ہو اور یہ بھی کہ مبیع اور ثمن

معین میں اجل کا شرط لگانا، البتہ یہ دین میں صحیح ہے اور یہ بھی کہ ابدی خیار کا شرط لگانا اور یہ بھی کہ خیا موقت مجہول کی شرط لگانا، اور یہ بھی کہ خیار مطلق کی شرط ہو، اور یہ بھی کہ خیار موقت معلوم کا شرط ہو جو زائد ہو تین دن پر، اور یہ بھی کہ حمل کا استثنی کرنا باندی سے اور رضا کا شرط بھی ہے پس مکرہ کی خرید و فروخت فاسد ہے۔ اسی طرح وہ بیع جس پر اکراہ کی گئی ہو اول کو ملکیت کا فائدہ دیتا ہے نہ کہ دوسرے کو، اور یہ بھی کہ فائدہ مند چیز کی بیع ہو، لہٰذا غیر مفید چیز کی خرید و فروخت فاسد ہے یا ایک درہم کی بیع مساوی درہم سے کرنا جو وزن اور صفت میں دونوں برابر ہو۔[٣٦]"

مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ بیع کی صحت کی عمومی شرائط مندرجہ ذیل ہے۔

پہلی شرط یہ کہ خرید و فروخت کا معاملہ کسی خاص وقت کے لئے نہیں ہونا چاہیے اگر خاص زمانے کی قید لگائی گئی تو پھر بیع درست نہیں۔ دوسری شرط یہ کہ مبیع کا معلوم اور متعین کرنا بھی ضروری ہے جس سے جانبین کے درمیان ہر ایک چیز واضح اور متعین ہو۔ لہٰذا جانوروں کے ریوڑ میں کسی ایک غیر متعین جانور کا بیچنا جائز نہیں ہے۔

تیسری شرط یہ کہ بیع میں قیمت بھی ہر لحاظ سے معلوم ہو فریقین میں سے کسی کو اس میں کوئی ابہام اور شک نہ ہو جس سے تنازع پیدا ہو جائے کسی چیز کو اس کی قیمت کی تعیین کے بغیر بیچنا جائز نہیں۔

چوتھی شرط یہ ہے کہ بیع کرنے میں کوئی فائدہ بھی پیش نظر نہ ہو لہٰذا ایک سکے کو ایسے سکے کے ساتھ تبادلہ جو ہر لحاظ سے ایک جیسے ہوں، کسی قسم کا فائدہ نہ ہونے کی وجہ سے صحیح نہیں ہے۔

پانچویں شرط یہ ہے کہ جانبین معاملہ کرنے پر راضی ہوں کیونکہ مجبور شخص کا خرید و فروخت جائز نہیں۔

چھٹی شرط یہ ہے کہ معاملہ کرتے وقت ایسا کوئی شرط نہ لگائیں جو بیع کو فاسد کرنے والی ہو اسی طرح اگر کسی نے گاڑی بیچتے وقت یہ شرط لگائی کہ میں دو ماہ تک اس کو خود استعمال کروں گا تو یہ بیع کو فاسد کرنے والی شرط ہے۔ جو خاص شرائط ہیں وہ یہ ہے:

"اجل اور میعاد کا معلوم ہونا، اگر میعاد مجہول ہو تو بیع فاسد ہو گی، منقول میں مشتری کا قبضہ کرنا اور اگر قبضہ ن کیا اور آگے بیچ دیا تو بیع فاسد ہو گی، اسی طرح دین کو قبل القبض بیچنا فاسد ہے جیسے کہ مسلم فیہ ہے۔ اسی طرح اس دین کے عوض کسی چیز کو کریدنا جو کسی اور پر ہو یہ بھی جائز نہیں ہے البتہ اگر بائع پر ہو تو درست ہے اور یہ کہ شرائط سلم بھی پائے جائے سلم میں، بیع الصرف میں جدائی سے پہلے قبضہ کرنا یہ بھی بیع کی درست ہونے کی شرط ہے اسی طرح مرابحہ، تولیہ اور بیع وضعیہ میں ثمن اول بھی معلوم ہو۔(۳۷)"

مذکورہ عبارت میں بیع کی جو خاص شرائط ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

جب ادھار بیع کیا جائے تو اس میں مدت کا معلوم ہونا ضروری ہے۔ اگر مدت مجہول ہو تو اس سے بیع فاسد ہو گی۔ منقولہ چیز کو خرید کر بیچنے کی صورت میں اس پر قبضہ کرنا ضروری ہے۔ لہذا قبضہ سے قبل اس کی فروخت جائز نہ ہو گی۔ اسی طرح دین کو بیچنے کی صورت میں اس پر قبضہ کرنا ضروری ہے۔ لہذا بیع سلم میں مبیع کو قبضہ کرنے سے پہلے بیچنا جائز نہیں۔ وہ اموال جس میں سود کا خدشہ ہو تو اس میں بدل مساوی ہو اور معاملہ سود کے شبہ سے خالی ہو۔ بیع سلم میں سلم کے تمام شرائط موجود ہوں۔ اسی طرح بیع صرف میں فریقین جدائی سے پہلے قبضہ کرلیں۔ اسی طرح بیع مربحہ، بیع تولیہ، اور بیع وضعیہ میں ثمن اول بھی معلوم ہو۔

ث. بیع کے لزوم کے شرائط

علامہ ابن نجیم بیع کے لزوم کے شرائط ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"بیع کے لزوم کے شرائط انعقاد اور نفاذ کے بعد جب کہ بیع خیارات مشہورہ اربعہ سے خالی ہو(۳۸)۔"

یعنی بیع کے انعقاد اور نفاذ کے بعد اس کے لزوم کے لئے ضروری ہے کہ وہ بیع خیار شرط، خیار عیب، خیار رویت اور دیگر تمام خیارات سے خالی ہو۔ اسی طرح فریقین میں سے کسی کو معاہدہ کے نافذ کرنے یا ختم کرنے کا حق حاصل ہو تو یہ خیار کہلاتا ہے۔

خیار شرط کے لغوی معنی ہے شرط کا اختیار کرنا۔ بیع کے وقت کسی بھی شرط کا ہونا جو اس معاملہ سے تعلق رکھتا ہو۔ خیار شرط کہلاتا ہے۔ جیسے خرید و فروخت کا معاملہ طے ہو گیا مگر خریدتے وقت یہ شرط لگا دی جائے کہ میں تین یا چار دن میں تمہیں بتادوں گا کہ اس کو لیتا ہوں یا نہیں تو اس کو خیار شرط کہا جاتا ہے۔ اسی طرح مبیع کو دیکھنے کا اختیار خیار الرویہ کہلاتا ہے جیسا کہ مجلۃ الاحکام العدلیہ میں ہے:

"جب کسی نے کوئی چیز خریدا اور اس کو دیکھا نہیں تو دیکھنے کے بعد اس کے لئے اختیار ہے کہ اس کو قبول کرے اور یا فسخ کریں تو اسی کو خیار الرویہ کہا جاتا ہے۔[۳۹]"

اسی طرح خیار عیب وہ ہے کہ معاہدہ کے وقت عیب عاقدین کے علم میں نہ ہو پھر بھی مبیع یا بدل میں کسی عیب کے ظاہر ہونے پر وہ معاہدہ فسخ کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ فریقین معاہدہ کو بدلین میں سے کسی ایک میں بھی کسی عیب یا نقص کے ظاہر ہونے پر معاہدہ کے باقی رکھنے یا اس کو فسخ کرنے کا حق خیار العیب کہلاتا ہے۔

مالکیہ کے نزدیک بیع کے شرائط

فقہاء مالکیہ کے نزدیک بیع کے بعض شرائط کا تعلق عقد کرنے والے شخص کے ساتھ ہے، خواہ وہ بائع ہو یا مشتری۔ بعض شرائط کا تعلق بیع کے الفاظ سے ہے اور بعض کا تعلق معقود علیہ کے ساتھ ہے خوہ وہ ثمن ہو یا مبیع جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

أ. بیع کے الفاظ سے متعلقہ شرائط

مالکیہ کے نزدیک بیع کے الفاظ سے متعلق جو شرائط ہیں اس کو امام زرقانی اس طرح بیان کرتے ہیں:

"اگر وہ مجلس کے اندر ایسے الفاظ کے ساتھ ایجاب کریں جو ماضی کا تقاضا کریں اور قبول بغیر فاصلے کے ہو تو بیع اتفاقا لازم ہو جاتا ہے اگر قبول ایجاب سے بعد میں ہو یہاں تک کہ مجلس ختم ہو جائے تو بیع بالکل لازم نہیں ہو جاتا اسی طرح اگر بیع حاصل ہو جائے ایسے فاصلے کے ساتھ جو

اعراض کا تقاضا کریں یہاں تک کہ اس کا کلام پہلے والے کلام کا جواب نہیں بن سکتا تو یہ بیع بھی منعقد نہیں ہوتا۔ [۴۰]"

مذکورہ عبارت سے بیع کے الفاظ سے متعلق جو دو شرائط معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ ایجاب اور قبول ایک ہی مجلس میں ضروری ہے اگر ایجاب کے بعد قبول ایک مجلس میں نہیں ہو اور اور مشتری نے قبول کرنے سے پہلے مجلس کو چھوڑا اور دونوں مجلس سے جدا ہو گئے تو پھر مشتری کے لئے ایجاب کو قبول کرنے کا اختیار نہیں ہو گا۔ اسی طرح ایجاب و قبول کے درمیان کوئی ایسا چیز نہ ہو جو عرفی طور پر بیع سے اعراض پر دلالت کرے اور اگر کوئی چیز درمیان میں موجود ہوا تو بیع لازم نہیں ہو گی جب یہ دونوں شرطیں موجود ہو تو بیع مکمل ہو جائے گی اور بائع کے لئے بیع سے رجوع کا اختیار نہیں ہو گا۔

ب. بیع کے معقود علیہ سے متعلق شرائط

بیع کے معقود علیہ یعنی مبیع اور ثمن سے متعلق شرائط کا تذکرہ کرتے ہوئے شیخ صادق بن عبدالرحمن لکھتے ہیں کہ معقود علیہ سے

متعلق پانچ شرائط ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہے:

"مبیع کے لئے جو شرائط ہیں جس کی وجہ سے بیع جائز ہوتی ہے وہ پانچ ہیں۔ طہارت، قابل انتفاع ہو، مبیع ایک ایسی چیز جس کی سپردگی پر بائع قادر ہو، فریقین میں سے ہر ایک کو مبیع اور ثمن معلوم ہو، مبیع ایسی چیز ہو جس کا مالک بننا جائز ہو [۴۱]۔"

اس عبارت سے ثابت ہو کہ معقود علیہ سے متعلق جو شرائط ہیں۔

پہلی شرط یہ کہ معقود علیہ پاک اور طاہر ہو کیونکہ نجاست کی بیع جائز نہیں۔

دوسری شرط یہ کہ مبیع قابل انتفاع ہو۔ یعنی اس سے شرعا فائدہ متصور ہو۔

تیسری شرط یہ کہ مبیع ایک ایسی چیز ہو جس کا مالک بننا جائز ہو۔

چوتھی شرط یہ کہ مبیع ایک ایسی چیز ہو جس کی سپردگی اور حوالگی پر بائع قادر ہو۔یعنی ایسی چیز کی بیع جائز ہے جس کو حوالہ کیا جائے اسی وجہ سے ہوا میں پرندے کا بیع جائز نہیں، پانی میں مچھلی کی بیع بھی جائز نہیں کیونکہ اس کو حوالہ کرنے میں مشکلات پایا جاتا ہے۔

پانچویں شرط یہ کہ فریقین میں سے ہر ایک کو مبیع اور ثمن معلوم ہو۔

ت. بیع کے عاقد سے متعلق شرائط

بائع اور مشتری میں سے ہر ایک کی شرط بیان کرتے ہوئے عبدالرحمن الغریانی لکھتے ہیں:

"مالکیہ کے نزدیک بیع کے عاقدین میں سے ہر ایک میں بیع کے انعقاد اور صحت کے لئے اہلیت کا ہونا شرط ہے۔اہلیت سے مراد یہ ہے کہ وہ عاقد ممیز ہو یعنی سمجھدار ہو البتہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بیع کا معاملہ صحیح ہوتا ہے لیکن لازم نہیں ہوتا جس کی وجہ عاقد میں اہلیت کا کامل نہ ہونا ہے ۔اہلیت کے کمال سے مراد یہ ہے کہ بائع یا مشتری دونوں میں سے ہر ایک مجبور نہ ہو اور نہ ہی بیوقوفی یا نابالغی کی وجہ سے اسے بیع کا معاملہ کرنے سے روکا گیا ہو۔یہی وجہ ہے کہ اگر حالت اکراہ میں عقد کیا گیا تو وہ صحیح تو ہو گا لیکن لازم نہیں ہو گا بلکہ اکراہ کے بعد جب وہ آزادانہ رائے دے سکتا ہو اس وقت اگر ارادہ حالت اکراہ میں کئے ہوئے معاملہ کو برقرار رکھنے کی رائے ہو تو ٹھیک ہے ورنہ چاہے تو اس کو رد بھی کر سکتا ہے اسی طرح ناسمجھ بچے اور بیوقوف کا معاملہ بھی ان کے ولی کی رائے پر ہو گا لہٰذا ان کا سرپرست اگر ان میں مصلحت دیکھے تو اسے برقرار رکھ سکتا ہے اور اگر چاہے تو رد بھی کر سکتا ہے[۴۲]۔"

شافعیہ کے نزدیک بیع کی شرائط

شافعیہ کے نزدیک بیع کے منعقد ہونے کے بائیس شرائط ہیں جن میں سے تیرہ شرائط کا تعلق بیع کے الفاظ سے ہے، چار شرطیں صاحب معاملہ سے تعلق رکھتی ہیں اور پانچ شرطوں کا تعلق اس چیز سے جس کی خرید و فروخت ہوئی ہو۔

اَ. بیع کے الفاظ سے متعلق شرائط

بیع کے الفاظ کے درست ہونے کے لئے شافعیہ کے نزد جو تیرہ شرائط ہیں وہ یہ ہے:

پہلی شرط یہ کہ بیع کے الفاظ میں جانبین ایک دوسرے کو براہ راست مخاطب ہوں۔ مثلاً اگر کسی نے یہ کہا کہ میں نے یہ چیز بکر پر بیچ دی اور اس وقت بکر اس کا مخاطب نہیں ہے تو یہ بیع درست نہیں ہے۔

دوسری شرط یہ کہ معاملہ کرتے وقت خطاب، مخاطب کی پوری ذات کو ہو جیسے اگر کوئی یہ کہے کہ میں نے یہ چیز آپ کو بیچ دی، اور اگر کسی نے کہا کہ میں نے یہ چیز صرف آپ کے ہاتھ بیچ دی تو یہ الفاظ درست نہیں ہوں گے۔ ان دونوں شرائط کو الخطیب الشربینی ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"خطاب میں دو چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ بیع کی نسبت مخاطب کی طرف ضروری ہے اگرچہ مخاطب کسی وسرے کا نائب ہی کیوں نہ ہو۔۔ دوسری چیز اس نسبت کا مخاطب کے پورے مجموعے کی طرف ہونا ضروری ہے لہذا اس کا یہ کہنا صحیح نہیں ہو گا کہ میں چیز آپ کو کے ہاتھ کو یا آپ کے نصف کو بیچ دی۔[۴۳]"

تیسری شرط یہ کہ بیع شروع کرتے وقت جب معاملہ کی بات کرے تو قیمت اور سودے کی چیز کا ذکر کر دے۔ جیسے یوں کہے کہ میں نے یہ مال تمہیں اتنے میں بیچا یا خریدار کہے کہ میں یہ مال اتنے میں آپ سے خریدتا ہوں جس کو خطیب الشربینی بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:
سَكَتَ الْمُصَنِّفُ عَنْ صِيغَةِ الثَّمَنِ لِوُضُوحِ اشْتِرَاطِ أَنَّهُ لَا بُدَّ مِنْ ذِكْرِهِ [٤٤]

"چوتھی شرط یہ کہ صاحب معاملہ جو کچھ کہہ رہا ہو تو وہ اس کا مطلب بھی جانتا ہو کیونکہ اگر کسی سے غیر ارادی طور پر "میں بیچتا ہوں" یا میں خریدتا ہوں" کے الفاظ نکل گئے اور اس خرید و فروخت کا مطلب پیش نظر نہ ہو تو یہ معاملہ درست نہیں۔ پانچویں شرط یہ کہ ایجاب و قبول کے الفاظ کے درمیان کوئی اور امر حائل نہ ہو جائے۔ چھٹی شرط یہ کہ لین دین کی گفتگو کے درمیان کسی کی طرف سے خاموشی نہ ہو جس سے یہ بات ظاہر ہوتا ہو کہ یہ سودا قبول نہیں۔ ساتویں شرط یہ کہ جو بات پہلے کسی فریق نے کہی ہے اس بات کو فریق ثانی کے بولنے سے پہلے بدلا نہ جائے مثلاً ایجاب کرنے والا دوسرے کے قبول کرنے سے پہلے اپنی بات کو نہ بدل دے چنانچہ اگر یوں کہا ہے کہ میں فلاں چیز تمہیں پانچ میں بیچتا ہوں اور ہنوز دوسرا کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ اس نے کہہ دیا کہ میں

پانچ میں نہیں دس میں دے رہا ہوں تو یہ بیع نہ ہو گی۔ آٹھویں شرط یہ کہ معاملہ لین دین ایسی ہو کہ فریقین اور قریب کے لوگ اس کو سن سکیں۔ اگر صاحب معاملہ سن لے تو یہ کافی نہ ہو گا۔ نویں شرط یہ کہ ایجاب و قبول دونوں کے مفہوم میں ہم آہنگی ہو، چنانچہ اگر کسی نے کہا کہ میں فلاں چیز دو سو فلاں شکستہ اشیاء کے عوض بیچ رہا ہوں اور فریق ثانی نے ایک ہزار سالم اشیاء کے عوض قبول کر لیا یا اس کے برعکس ہو تو بیع درست نہ ہو گی۔ دسویں شرط یہ کہ اس لین دین کو کسی ایسی چیز پر نہ لٹکا رکھا جائے جس کا تعلق اصل معاملہ سے نہ ہو۔ مثلاً یوں کہا جائے کہ اگر فلاں شخص کے رائے ہو تو میں یہ گھر آپ کو بیچ دیتا ہوں یا یوں کہا کہ انشاء اللہ۔ بہ خلاف اس صورت کے جب کہے کہ "بشرط یہ کہ آپ پسند کریں" کیونکہ یہ شرط ایسی نہیں ہے جو شرائط عقد بیع متذکرہ سابقہ کے منافع ہو۔ گیارواں شرط یہ کہ معاملہ بیع میں کسی خاص عرصہ کی قید نہ لگائی جائے مثلاً یہ کہ میں یہ اونٹ ایک ماہ کے لئے آپ کو فروخت کرتا ہوں۔ تو ایسا کرنا درست نہیں۔ بارواں شرط یہ کہ قبولیت اس کی جانب سے ہونی چاہئے جس کو معاملہ کی بات میں مخاطب کیا گیا ہو چنانچہ اگر کسی سے کہا گیا کہ میں نے یہ مال آپ کو فروخت کیا اور اس کے جواب میں اس کے وکیل نے قبول کر لیا تو بیع درست نہ ہو گی۔ تیرواں شرط یہ کہ صاحب معاملہ میں سودے پر اتفاق ہونے تک ایجاب و قبول کی صلاحیت موجود ہو لہٰذا اگر کسی نے کہا کہ میں یہ چیز آپ کے ہاتھ فروخت کرتا ہوں اور فریق ثانی نے ابھی قبول نہ کیا تھا کہ بائع فاتر العقل ہو گیا تو معاملہ عقد بھی باطل ہو جائے گا۔[۴۵]"

ب. صاحب معاملہ کے شرائط

صاحب معاملہ کے لئے چار شرائط ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

"صاحب معاملہ کے شرائط میں پہلی شرط یہ ہے کہ اس کو تصرف مطلق کا حق حاصل ہو لہٰذا بچے، مجنون اور ایسے شخص کا جسے نادانی کے باعث ذمہ داری کے قابل نہ سمجھا گیا ہو معاملہ کرنا درست نہیں۔ دوسری شرط یہ کہ صاحب معاملہ کو بیع پر مجبور نہ کیا گیا ہو۔ اگر زبردستی بیع کرائی جائے تو درست نہیں۔ تیسری شرط یہ کہ وہ شخص جو کسی کے لئے قرآن مجید وغیرہ خریدے وہ

مسلمان ہو۔چوتھی شرط یہ کہ وہ شخص اسلام کے خلاف بر سر جنگ نہ ہو یہ شرط اس کے لئے ہے جو جنگی سامان خریدنا چاہتا ہو۔[۴۶]"

ت. مبیع کے شرائط

مبیع یعنی معقود علیہ کے لئے پانچ شرائط ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

"معقود علیہ کے شرائط یہ ہے کہ وہ چیز پاک ہو لہٰذا نجس اشیاء کا سودا درست نہیں۔دوسری شرط یہ کہ وہ چیز شرعا سود مند ہو لہٰذا ایسے کیڑے مکوڑوں کا سودا جس سے شرعا کوئی نفع نہیں ہے درست نہ ہو گا۔تیسری شرط یہ کہ صاحب معاملہ کو یہ اختیار حاصل ہو کہ معاملہ کی چیز فریق ثانی کے حوالہ کر سکے۔لہٰذا ارتے ہوئے پرندے کا یا پانی کے اندر مچھلی کا سودا کرنا درست نہیں ہے اسی طرح غصب شدہ چیز کا سودا درست نہیں۔چوتھی شرط یہ کہ صاحب معاملہ کو اس چیز پر تسلط ہو لہٰذا فضولی کا معاملہ بیع کرنا درست نہیں ہے۔پانچویں شرط یہ کہ فریقین کو معقود علیہ کی حقیقت، مقدار اور خصوصیات معلوم ہوں۔[۴۷]"

حنابلہ کے نزدیک بیع کے شرائط

دیگر مذاہب کی طرح حنابلہ کے نزدیک بھی بیع کی بعض شرائط کا تعلق عاقد سے، بعض کا معقود علیہ اور بعض کا تعلق الفاظ سے ہے جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

ث. الفاظ سے متعلق شرائط

"الفاظ کے صحیح ہونے کے دو شرطیں ہیں:ایک تو یہ کہ سودا کا قبول کرنا اسی جگہ پر ہو جائے چنانچہ اگر فروخت کنندہ نے کہا کہ میں آپ کے ہاتھ بیچتا ہوں اور فریق ثانی قبول کرنے سے پہلے اس جگہ سے ہٹ گیا تو یہ معاملہ طے شدہ نہیں سمجھا جائے گا۔دوسری شرط یہ کہ ایجاب و قبول کے درمیان کوئی ایسی بات حائل نہ ہوئی ہو جسے بالعموم معاملہ کا فسخ کرنا سمجھا جاتا ہے۔[۴۸]"

اس عبارت سے یہ ثابت ہوا کہ ایجاب کو قبول کرنا اسی مجلس میں ہو کیونکہ اگر بائع نے ایجاب کیا اور قبول کرنے سے پہلے مشتری مجلس سے جدا ہو گئے تو یہ بیع منعقد نہیں ہو گی۔اسی طرح ایجاب و قبول کے درمیان اتنا فاصلہ نہ ہو جو اعراض پر دلالت کرے۔

ج. عاقد سے متعلق شرائط

"فریقین معاملہ یعنی بائع اور مشتری دونوں کے لئے شرط یہ ہے کہ ہر ایک کو معاملہ کا اختیار ہو۔ جبراً معاملہ کرنے سے معاملہ نہ ہو گا۔ اور ایک یہ کہ معاملہ کے فریقین بالغ اور سمجھ دار ہو لہٰذا فاتر العقل لڑکے یا نا سمجھ آدمی معاملہ کرے تو وہ درست نہ ہو گا ہاں اگر کوئی نابالغ یا کم فہم انسان ایسا جسے خرید و فروخت کرنے کی تمیز ہو تو معاملہ ہو جائے گا۔(۴۹)"

ح. معقود علیہ سے متعلق شرائط

"اشیاء معاملہ یعنی مال اور قیمت کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ ان کے لین دین میں فائدہ ہو اور یا ان کا لین دین روا ہو لیکن یہ روا ہونا مجبوری سے نہ ہو۔ پس بے کار اشیاء کا سودا درست نہیں ہے جیسے کیڑے مکوڑوں کی خرید و فروخت۔ یا شے ایسی ہو جس سے مستفید ہونا حرام ہے جیسے شراب، یا وہ ایسی چیز ہو جس کو صرف ضرورت کے وقت جائز رکھا جائے جیسے کتا، یا مجبوراً اس شے کو روا رکھا جا سکتا ہو جیسے ناگزیر حالات میں مردار چیز۔ اسی طرح معقود علیہ کے بارے میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ فروخت کنندہ معاملہ کرتے وقت اس چیز کا پورے طور پر مالک ہو جس کا سودا کرنا چاہتا ہے۔ نیز وہ اس قابل ہو کہ اسے خریدار کے حوالہ کر سکے۔ لہٰذا بھاگے ہوئے اونٹ، یا شہد کی مکھیوں کا سودا نہیں ہو سکتا، اور نہ ہوا میں اڑتے ہوئے پرندے کا سودا ہو سکتا ہے۔ البتہ اگر ایسا حوض ہے جس کے شفاف پانی سے مچھلی دکھائی دیتی ہو اور وہ حوض نہر سے متصل نہ ہو اور اس میں سے مچھلی کا نکالنا ممکن ہو تو پھر جائز ہے۔ ثمن کے بارے میں بھی عاقدین کو عقد کے وقت یا اس سے پہلے معلوم ہونا چاہیے۔(۵۰)"

مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ حنابلہ کے نزدیک معقود علیہ سے متعلق پانچ شرائط ہے جو کہ یہ ہے:

أ. مبیع ایسی چیز ہو جس سے نفع اٹھانا مطلقاً مباح ہو لہٰذا ایسی چیز کا بیچنا جائز نہیں ہے جس میں بالکل منفعت نہ ہو جیسے کیڑے مکوڑے اور یا منفعت ہو لیکن حرام ہو جیسے شراب، یا اس میں کسی

ضرورت کے بنیاد پر منفعت مباح ہو جیسے کتا، اور یا کسی مجبوری کی وجہ سے اس میں منفعت مباح ہو جیسے کہ حالت اضطرار میں مردار۔

ب. مبیع معاملہ کے وقت بائع کی مکمل ملکیت میں ہو یا اسے بیچنے کی اجازت دی گئی ہو۔

ت. مبیع کو معاملہ کے وقت بائع سپرد کرنے پر بھی قادر ہو۔

ث. مبیع بائع اور مشتری میں سے ہر ایک کو عقد کے وقت یا پہلے ہی دیکھنے کے ساتھ اس طرح معلوم ہو جس سے اس کی معرفت حاصل ہو جائے۔

ج. ثمن کے بارے میں بھی جانبین کو معاملہ کے وقت یا پہلے معلوم ہونا چاہئے۔

مسلک جعفریہ کے نزدیک بیع کے شرائط

فقہاء جعفریہ میں سے صاحب کافی نے بیع کے آٹھ شرائط کا ذکر کیا ہے جو کہ درجہ ذیل ہے:

(۱) کہ بائع اور مشتری کو ثمن اور مبیع میں تصرف کرنے کا حق حاصل ہو۔ (۲) مقدار اور صفت کے اعتبار سے دونوں کا معلوم ہونا۔ (۳) اگر میعاد پر بیع ہو تو اس کا معلوم ہونا بھی ضروری ہے ۔(۴) مبیع کا حوالہ کرنا بھی ممکن ہو۔ (۵) بائع کی طرف ایجاب کا پایا جانا اور مشتری کی طرف سے قبول کرنا۔ (۶) بدن کے ساتھ مجلس سے جدائی۔ (۷): رضامندی کے ساتھ بیع کا وقوع ہو۔ (۸) مناسب طریقے پر بیع کا واقع ہونا[۵۱]۔"

پھر اس کی تفصیل میں آگے فرماتا ہے کہ ہم نے اعتبار کیا ہے ولایت کے صحیح ہونے کا تاکہ ملک کے ثبوت اور اجازت کے ثبوت اور رائے کے ثبوت کے لئے ولایت حاصل ہو۔ اسی طرح عقد کے صحیح ہونے کے لئے بھی ولایت کا پایا جانا ضروری ہے اگر یہ ولایت نہ ہو تو پھر یہ عقد فاسد ہو گی۔ اگر عقد میں وصف اور مقدار مجہول ہو تو پھر عقد بھی باطل ہو گا۔ اگر میعاد مجہول ہو تو بھی عقد فاسد ہو گا۔ اسی طرح اگر مبیع کا حوالہ کرنا اگر ممکن نہ ہو تو بھی عقد فاسد ہو گا جیسے ہوا میں پرندے کا بیچنا، اور مچھلی کا پانی کے اندر بیچنا وغیرہ درست نہ ہو گا۔

نتائج

١. بیع کی حلت قرآن وحدیث کی نصوص سے ثابت ہے۔
٢. بیع شرائع من قبلنا میں بھی جائز وجاری تھا۔
٣. نبی کریم ﷺ نے اپنے ابتدائی زمانہ میں ذریعہ معاش کے لیے بیع (تجارت) اپنایا تھا۔
٤. تعلیمات قرآنی ونبوی کی طرح بیع مذاہب خمسہ میں بھی جائزہ اور معاشرہ کی استحکام کے لیے بنیادی اکائی ہے۔
٥. دیگر علوم وفنون کی طرح مذاہب خمسہ کا مطالعہ دور جدید کا ایک اہم تقاضہ ہے۔
٦. اسلام کی نظر میں انسانی جان کی طرح مال بھی ایک مقدس شے ہے۔
٧. بہترین ذریعہ معاش میں انسان کی اپنی ہاتھوں کی کمائی ہے۔
٨. جائز ذرائع بیع، وصیت، وراثت، مضاربت، شراکت، اجارہ اور مزارعت وغیرہ شامل ہیں۔
٩. ناجائز ذرائع میں سود، ذخیرہ اندوزی، مصنوعی مہنگائی، رشوت ستانی، ملاوٹ، جوا اور سٹہ وغیرہ سرفہرست ہیں۔
١٠. موضوع کے مطالعہ سے ہر مذہب کا علیٰحدہ علیٰحدہ نقطہ نظر اوراجتہادی آراء سامنے آئیں۔

خلاصہ

اسلام دین فطرت ہے جس کا بین ثبوت یہ ہے کہ اس میں ہر دور کے ہر تقاضے کا مدلل جواب مذکور ہے۔ کیونکہ دین کا دنیا میں اصل شے انسان ہے اوراس کے علاوہ جتنے بھی اشیاء ہیں اس کی حیثیت فروعی ہیں۔ جس طرح اسلام کی نظر میں انسان کا تحفظ ضروری ہے اسی طرح مال بھی ایک مقدس چیز ہے۔ جس کے حصول کے لیے جائزاورناجائز طریقے قرآن وحدیث میں تفصیلاً ذکر ہے۔ مذکورہ مضمون میں بیع کی اہمیت، قرآن وسنت سے اثبات، لغوی واصطلاحی تعریف اور پھر مذاہب خمسہ میں علیٰحدہ علیٰحدہ تعریفات ذکر کیے گئے ہیں۔ جس سے ہر ایک کا ایک نقطہ نظر

واضح ہو گیا۔عام طور پر بیع کو شاذونادر ایک غیر حقیقی شے تسلیم کیا جاتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ قرآن حکیم کی سب سے طویل ترین آیت مبارکہ بیع سے بحث کرتی ہے۔اسی لیے اس مضمون کو احناف، موالک، شوافع، حنابلہ اوراہل تشیع حضرات کے بنیادی مصادر ان کی تحقیقات زینت بخشی گئی ہے۔

حواشی وحوالہ جات

١ الرازی، زین الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر عبد القادر الحنفی، مختار الصحاح ١:٤٣، المکتبہ العصریہ، الدار النموذجیۃ، بیروت، صیدا ١٤٢٠ھ

٢ من العلماء، جماعۃ، الموسوعۃ الفقھیہ الکویتیہ، ٩:٥ وزارۃ الأوقاف والشئون الإسلامیۃ، الکویت، ١٤٢٧ ھ

٣ ابو الفضل الحنفی، عبداللہ بن محمود بن مودود الموصلی البلدحی، مجد الدین، الاختیار لتعلیل المختار ٢:٣ دار الکتب العلمیہ، بیروت، ١٣٥٦ ھ

٤ البحر الرائق شرح کنز الدقائق، ٥:٢٧٧

٥ الاختیار لتعلیل المختار ٢:٣

٦ الرعینی، شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن محمد بن عبدالرحمن الطرابلسی المغربی، المعروف بالحطاب، مواهب الجلیل فی شرح مختصر خلیل، ٤:٢٢٢ دار الفکر، ١٤١٢ھ / ١٩٩٢م

٧ الصاوی مالکی، ابو العباس احمد بن محمد الخلوتی، بلغة السالك لأقرب المسالك ٣:١٢ دار المعارف، بدون تاریخ

٨ شرف النوی، ابوزکریا محیی الدین یحیی بن، المجموع شرح المہذب، ٩:١٤٩ دار الفکر، سن اشاعت

٩ عمیرہ، احمد سلامہ القلیوبی واحمد البرسی، حاشیتا قلیوبی وعمیرہ، ٢:١٩١ دار لفکر، بیروت، ١٤١٥ھ

١٠ حاشیتا قلیوبی وعمیرہ، ٢:١٩١

١١ ابو النجا، موسی بن أحمد شرف الدین، الاقناع فی فقہ الامام احمد بن حنبل، ٢:٥٦ دار المعرفی بیروت، لبنان، بدون تاریخ

١٢ الجزیری، عبدالرحمن بن محمد عوض، الفقہ علی المذاہب الاربعہ، ٢:١٣٩ دار لکتب العلمیہ، بیروت لبنان، ١٤٢٤ ھ

۱۳ الحلبی، ابو الصلاح، الکافی للحلبی، ۲:۴

۱۴ الطوسی، الشیخ، المبسوط ۳:۱۲۰، المكتبة المرتضوية لإحياء الآثار الجعفرية حقوق طبع محفوظ

۱۵ الفقہ علی المذاہب الاربعہ، ۲:۱۴۰

۱۶ سورۃ البقرہ ۲:۲۷۵

۱۷ سورۃ النساء ۴:۲۹

۱۸ سورۃ البقرہ ۲:۲۸۲

۱۹ سورۃ البقرہ ۲:۲۸۲

۲۰ صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، بَابٌ: بَابُ الِاسْتِعْفَافِ عَنِ المَسْأَلَةِ، حدیث (۱۴۷۱)

۲۱ صحیح البخاری، کتاب البیوع، بَابٌ: بَابُ بَيْعِ المَيْتَةِ وَالأَصْنَامِ، حدیث (۲۲۳۶)

۲۲ صحیح البخاری کتاب البیوع، بَابٌ: بَابُ تَحْرِيمِ التجارة فى الخمر، حدیث (۲۲۲۶)

۲۳ الفقہ علی المذاہب الاربعہ، ۲:۱۳۵

۲۴ نفس مصدر

۲۵ الفقہ علی المذاہب الاربعہ، ۲:۱۳۵

۲۶ المبسوط للطوسی ۳:۱۲۰

۲۷ لسان العرب ۷:۳۲۹

۲۸ الزرکشی، ابو عبد اللہ بدر الدین محمد بن عبد اللہ بن بهادر، البحر المحیط فی اصول فقہ ۴:۴۳۷ دار الکتب، ۱۴۱۴ھ / ۱۹۹۴م

۲۹ البحر الرائق شرح کنز الدقائق ۵:۲۷۸

۳۰ العینی، ابو محمد بدر الدین، البنایہ شرح الہدایہ ۸:۴ دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان، ۱۴۲۰ ھ

۳۱ رد المحتار علی الدر المختار ۴:۵۰۴

۳۲ رد المحتار علی الدر المختار ۴:۵۰۵

۳۳ البحر الرائق شرح کنز الدقائق ۵:۲۷۹

۳۴ البحر الرائق شرح کنز الدقائق ۵:۲۷۹

۳۵ رد المحتار علی الدر المختار ۴:۵۰۵

۳۶ البحر الرائق شرح کنز الدقائق ۵:۲۸۱

۳۷ البحر الرائق شرح کنز الدقائق 5:82-281

۳۸ نفس مصدر

۳۹ مجلۃ الاحکام العدلیہ ۱:۶۴

۴۰ الزرقانی المصری، عبدالباقی بن یوسف بن احمد، شرح الزرقانی علی مختصر خلیل ۵:۱۰، دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان ۱۴۲۲ھ

۴۱ الغریانی، ڈاکٹر الصادق عبدالرحمن، مدونۃ الفقہ المالکی وادلتہ، ۳:۲۲۷ موسسۃ الریان، بیروت لبنان، ۱۴۲۳ھ

۴۲ مدونۃ الفقہ المالکی وادلتہ، ۳:۲۱۹

۴۳ الشربینی الشافعی، شمس الدین، محمد بن احمد الخطیب، مغنی المحتاج الی معرفۃ معانی الفاظ المنہاج، ۲:۳۲۷، دار لکتب العلمیہ، ۱۴۱۵ھ

۴۴ مغنی المحتاج الی معرفۃ معانی الفاظ المنہاج، ۲:۳۲۸

۴۵ الفقہ علی المذاہب الاربعہ، ۲:۱۵۰

۴۶ الفقہ علی المذاہب الاربعہ، ۲:۱۵۰

۴۷ نفس المصدر

۴۸ الفقہ علی المذاہب الاربعہ، ۲:۱۵۳

۴۹ نفس المصدر

۵۰ الفقہ علی المذاہب الاربعہ، ۲:۱۵۳

۵۱ الکافی للحلبی ۲:۴